Lesson 6: Ale Imraan (Ayaat 64 - 77): Day 141

سُوۡرَةُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

اِس آیت کو ہم تبلیغ اور دعوتِ دین کے لئے ریڈھ کی ہڈی کہہ سکتے ہیں۔Back bone of Da'wa

سورۃ البقرہ میں بار بار تھا یابنی اسرئیل۔ یہاں انداز بدل گیا۔ یا اہل الکتاب یعنی یہود اور نصاریٰ دونوں کو مخاطب کیا جارہا ہے۔

"ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے"۔ ہم سب مل کر ایک کامن بات پر بات کریں۔ کلمہ۔ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرینگے۔ ہم صرف اللہ کی بندگی کرینگے۔ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اللہ کی بندگی، عبادت، خوف، اللہ کا بندہ بن جانا۔ ہر چیز کے لئے اللہ کی طرف نظریں لگالینا۔ دوسرا یہ شرک کرنا کہ اللہ کو بھی ماننا اور کسی دوسرے زندہ یا مردہ کو بھی ماننا اور اُن سے بھی مانگنا۔

تبلیغ میں اپنے آپ کو شامل کریں۔ یہ نہ کہیں کہ تم یہ آپ وہ۔ بلکہ اس طرح بات کی جائے۔

ہم ایسے کرتے ہیں، ہم وہ کرینگے۔ یہ نقطہ ہم اللہ کے نبیؐ کے طریقۂ کار سے بھی سیکھتے ہیں۔ قران سے بھی ہمیں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ اللہ نے کسی منافق کا نام نہیں لیا۔

احبار، ح ب ر۔ سیاہی کو کہتے ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا کام کرنے والے۔ یہ لفظ یہودی علماء یا یہودی مولوی کے لئے بولا جاتا تھا۔ نصاریٰ کے مولوی یا امام کے لئے رہباء کا لفظ جو رہبانیت سے ہے۔ تارک الدنیا۔ دنیا چھوڑے ہوئے۔

یہود اور عیسائیوں نے اپنے علماء کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ حلال اور حرام کا فیصلہ کرتے۔ جو اُن کے علماء کہتے اُسے مان کر اُن کے پیچھے چل پڑتے نہ کوئی دلیل مانگتے یا وضاحت۔

حلال اور حرام کا فیصلہ صرف اللہ کر سکتا ہے۔ کسی اور کو اس کی اجازت نہیں ہے۔

مثال جیسے آج کل کوئی کہے کہ صفر کے مہینے میں نحوست ہے۔ اس مہینے میں بلائیں اُترتی ہیں۔ تو سب لوگ اس بات کے پیچھے چل پڑیں۔ جو کہ ایک غلط بات ہے۔ نہ کوئی قرآن اور سنّت سے دلیل مانگے اور نہ کوئی حدیثؐ یا صحابہ کرامؓ کی زندگی سے وضاحت۔

عدی بن حاتمؓ جو پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے اللہ کے نبیؐ سے فرمایا کہ قرآن نے عیسائیوں پر ایک الزام لگایا ہے حالانکہ عیسائی ایسے نہیں ہیں۔ ہم تو شرک نہیں کرتے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کیا تم اپنے راہبوں / علماء کی بات سُن کر حلال حرام کے فیصلے نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ تو کرتے ہیں۔ وہ جو کہتے ہیں۔ ہم اُسے مان کر عمل کرتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا یہی تو

شرک ہے۔ حلال اور حرام کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ کسی نبیؑ یا رسولؑ کو بھی یہ حق حاصل نہیں۔

سورۃ تحریم میں ہم پڑھیں گے کہ اللہ کے نبیؐ نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے شہد کو چھوڑ دیا کہ اب میں نہیں کھاؤں گا۔ اللہ نے فرمایا کہ آپؐ کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اگر آپ کو کچھ پسند نہیں تو کم کھائیں لیکن اپنے اوپر حرام نہ کریں کہ یہ تو میں بالکل نہیں کھاؤں گی۔

آپ ایسی کتابیں دیکھیں گے جن میں لکھا ہو گا فلاں سورت کے یہ فضائل ہیں۔ فلاں آیات پڑھیں تو اولاد ہو گی۔ فلاں آیات پڑھیں تو اتنی نیکیوں کا ثواب ہے۔ یہ لکھنا اور پڑھنا گناہ ہے جب تک وہ بات کسی قرآنی آیت یا مستند حدیثؐ سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مولوی یا امام آپ کو کچھ کہے تو آپ قرآن اور سنّت کی مہر ضرور دیکھ لیں۔

ہم عام طور پر جب کچھ خریدتے ہیں تو کمپنی کا نام ضرور دیکھتے ہیں۔ یہ بھی چیک کرتے ہیں کہ بوتل یا جار کھُلا ہُوا تو نہیں۔

جب بھی کوئی بات سنیں یا مانیں تو قرآن اور سنّت سے دلیل ضرور دیکھ لیں۔ ہماری آخرت یا ہمیشہ کی زندگی کا معاملہ ہے۔

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ﴿٦٥﴾ اے اہلِ کتاب! ابراہیم کے معاملہ میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل تو اس کے بعد اتری ہیں کیا تم یہ نہیں سمجھتے (٦٥)

پہلے کامن گراونڈز پر بات کریں۔پہلے برائیاں نہ کریں؟اختلاف پر بات نہ کریں۔

پہلی اچھی باتیں کریں۔دین کی تبلیغ پر بات کریں تو ہمیشہ وہ بات کریں جو ایک جیسی ہیں۔آپس میں ملتی جُلتی ہیں۔پھر وہاں سے کوئی پوائینٹ لینا شروع کر دیں۔جب آپ اچھی سوچ کے ساتھ بات کرتے ہیں تو فائدے کی بات ہونے لگتی ہے۔

اللہ کے نبیؑ ہمیشہ ایک جیسی بات Similarities پر تبلیغ شروع کرتے تھے۔

اللہ نے ہر نبی کے لئے اسلام کا نام منتخب کیا تھا۔اللہ نے ہر گروہ کے لئے مسلمان کہہ کر ہی پکارا تھا۔بعد میں لوگ یہود، نصاریٰ اور حنفی، شافعی کے نام بنا لیتے ہیں۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ہاں! تم وہ لوگ ہو جس چیز کا تمہیں علم تھا اس میں تو جھگڑے پس اس چیز میں کیوں جھگڑتے ہو جس چیز کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے(٦٦)

یہود کہتے تھے کہ ابراہیمؑ یہود تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ ابراہیمؑ عیسائی تھے۔مشرکینِ مکّہ کہتے تھے کہ وہ ابراہیمؑ کی پیروی کر رہے ہیں۔مکّہ والے کہتے اسماعیلؑ نے ہمارے لئے خانہ کعبہ بنایا۔

مسلمان اپنے ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ہر نماز میں ہم درود شریف پڑھ کر اُن پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

یہاں سے یہ بات سمجھ لیں کہ ہم نے کوئی ایسا کام کرنا ہے کہ بعد والے لوگ ہمارے ساتھ تعلق ہونے پر فخر محسوس کریں نا کہ یہ کہ کوئی ہماری وجہ سے شرمندگی سے منہ چھپاتا پھرے۔

اے اہلِ کتاب! ابراھیم کے معاملہ میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل تو اس کے بعد اتری ہیں کیا تم یہ نہیں سمجھتے (٦٥)

:اُس وقت تک تو انجیل اور تورات نازل بھی نہیں ہوئی تھی۔

اس کی مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم کہیں کہ کہ اللہ کے نبی ﷺ حنفی تھے یا ابو بکرؓ شافعی تھے یا علیؓ مالکی تھے یا عمرؓ حنبلی تھے۔ ہمیں صرف یہ کہنا چاہیئے کہ وہ مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہیں۔

جس بارے میں ہم جھگڑتے ہیں وہ ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتی۔ جانے بغیر فتوے دینا شروع ہو جاتے ہیں۔ تراویح پر بحث۔ سورۃ فاتحہ اونچی پڑھیں یا خاموشی سے۔ ہمیں چاہیئے علم حاصل کریں۔

اللہ جانتا ہے۔

مَا كَانَ إِبْرَٰهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾ ابراھیم نہ یہوودی تھے اور نہ نصرانی لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (٦٧)

ابراہیمؑ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے مسلمان تھے۔ فقرہ مَا كَانَ سے شروع ہؤا ہے اس سے شدّت کا اظہار ہو رہا ہے۔ "سیدھے راستے والے مسلمان" وہ یکسو مسلم تھے۔ اور نہ مشرک تھے۔

اللہ نے بات ختم کر دی۔ حَنِيفًا سب سے کٹ کر ایک طرف آ گئے۔ یعنی فوکسڈ مسلم تھے۔

کیا فرقہ نظر آ رہا ہے؟

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ ہمیں فرقوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایک اللہ، ایک قرآن اور ہمارے آخری نبی ﷺ۔ اسلام فرمانبرداری کا دین ہے۔ بس ایک اللہ کے آگے جھک جاؤ۔ زمین اور آسمان بھی قانتین ہیں۔ ایک اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَـلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ابراھیم کے وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی تابعداری کی اور یہ نبی اور جو اس نبی پر ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق کا حق انہی لوگوں کو ہے جو اُن کے راستے پر ہیں۔ جو اُن کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ اور یہ اللہ کے نبیؐ اُن (ابراہیمؑ) کے سب سے قریب ہیں۔

ہمارے لئے یہاں کیا پیغام ہے؟

فرقہ واریت کچھ نہیں۔ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے کسی فرقے کی دلیل نہیں ملتی وہ سب مسلمان تھے۔ یہاں تک کی ہمارے تمام آئمہ کرامؒ کی اپنی زندگی میں کوئی فرقے نہیں تھے۔ پچھلے زمانے میں لوگ جس اُستاد سے پڑھا ہوتا اُس کو مثلاً حنفی یا شافعی کہتے کہ وہ فلاں کے شاگرد ہیں۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے فرقے بنتے گئے اور بعض اوقات تو یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ کی صحیح حدیثؑ دیکھ کر بھی لوگ بات نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب تو یہ کہتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم تو حنفی یا مالکی ہیں ہم ایسے ہی کرینگے۔

ہم نے کیا کرنا ہے؟

امام حنیفہؒ نے خود فرمایا کہ میرا علم یہاں تک ہی ہے اگر میرے بعد تمہیں کسی مسئلے میں کوئی مستند حدیثِ رسولؐ مل جائے تو میرے فتوے کو دیوار پر مارنا۔ اور کم و بیش اسی طرح کی بات باقی آئمہ کرامؒ نے بھی کہی۔ تو ہم نے یہی کرنا ہے کہ قران اور مستند حدیثؐ کو لے لینا ہے۔ جو بھی عالم یا امام کی بات قرآن اور صحیح حدیثؐ کے مطابق ہو گی وہ مان لینی ہے باقی سب باتیں چھوڑ دینی ہیں۔

یہاں یہ بات خاص طور پر نوٹ کر لیں کہ کسی امام یا عالم کو غلط نہیں کہنا، وہ انسان تھے۔ انہوں نے اُس وقت کے علم کے مطابق جو بات انہیں اُس وقت مناسب اور صحیح لگی اُسی کے مطابق فتویٰ دیا۔

ہمارے سامنے عمرؓ کی مثال سامنے ہے۔ وہ اللہ کے نبیؐ کے ساتھی، دوست اور ساتھ رہنے والے تھے۔ وہ طاعون میں شہر سے جانے لگے، جب قافلے کے ساتھ مدینہ سے نکلنے لگے تو عبدالرحمان بن عوفؓ نے انہیں روک دیا کہ اللہ کے نبیؐ نے منع کیا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا میں نے تو نہیں سُنا۔ جب تحقیق کروائی تو پتا چلا یہی بات سچّی ہے۔ عمرؓ نے قافلے کو مدینے سے نکلنے سے روک دیا۔

عمرؓ کہا کرتے تھے کہ عمرؓ تجارت نے تجھے علم حاصل کرنے سے روک دیا۔ ایسی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔

تو اگر عمرؓ کے پاس کوئی حدیثؐ نہیں پہنچی تو ہو سکتا ہے کہ کسی امامؒ کے پاس بھی کئی احادیثؐ نہیں پہنچی ہو نگی۔

ایک اور حق مہر والی مثال بھی ہم سب نے سُنی ہے۔ کہ لوگ نمود و نمائش کے لئے بڑے بڑے حق مہر باندھنے لگے۔ مردوں کے لئے شادی کرنا مشکل ہو گئی۔ عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ آج کے بعد چار سو درہم سے زیادہ کوئی حق مہر نہ باندھے۔ وہ خلیفۂ وقت تھے۔ سب نے بات مان لی۔ جب منبر

سے اُترے تو ایک عورت نے کہا اے عمرؓ جب اللہ تعالیٰ نے حق مہر کی حد مقرّر نہیں کی تو تم کون ہوتے ہو؟ اُس عورت نے قرآن کی آیت پڑھ دی کہ اگر مرد عورت کو ایک سونے کا ڈھیر بھی دے تو طلاق کے وقت واپس نہ لے۔ عمرؓ فوراً منبر پر دوبارہ گئے کہ ابھی میں نے ایک حکم دیا تھا وہ واپس لیتا ہوں۔ جس مسئلے کو عمرؓ نہ پا سکا اُس کو ایک عورت نے پالیا۔ ایک روایت ہے یہ بھی کہا کہ سارے لوگ عمرؓ سے زیادہ فقیہہ ہیں۔

ہمارے پاس تھوڑا سا علم ہوتا ہے تو ہم فتوے دینے لگتے ہیں۔

پہلے علم حاصل کریں، اُس کو بار بار شو آف نہ کریں کہ مجھے یہ پتا ہے۔ جیسے کیک بناتے وقت بار بار اوون نہیں کھول سکتے اسی طرح بات بات پر فتوے نہ دیں۔

عمرؓ اپنے شہر میں گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے کہ کہیں مسئلہ تو نہیں ہے۔ خلیفۂ وقت خلیفۃ المسلمین ہوتے تھے۔ تو انہوں نے ایک عورت کو کچھ اشعار پڑھتے سُنا۔ پتا چلا کہ اُس کا شوہر جہاد پر گیا ہے اور وہ اُس کی جدائی میں اُداس ہے۔ اگلے دِن انہوں نے حفصہؓ جو امہات المومنین میں سے تھیں، کو بلایا کہ بیٹی اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ ایک عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنی دیر رہ سکتی ہے۔ یعنی کتنی دیر بعد خاوند کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ حفصہؓ نے فرمایا، چار مہینے۔ عمرؓ نے قانون بنا دیا کہ کہ جہاد پر جانے والے شادی شدہ مرد حضرات کو چار مہینے بعد گھر چھٹی پر بھیجا جائے گا۔

اَب یہاں سے ہمارے سیکھنے کے لئے اہم بات یہ ہے کہ عمرؓ نے اپنی بیٹی اور ایک عام عورت کے کہنے پر قانون بدل دیا۔ کیا عمرؓ کا درجہ کم ہو گیا؟

نہیں بلکہ عمرؓ کو درجہ بڑھ گیا کہ جہاں قرآن اور سُنت کی بات آگئی انہوں نے اپنے آپ کو پیچھے کرلیا۔

ہم سب انسان ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی غلطی کر سکتا ہے۔ تو جہاں صحیح بات پتا چل جائے اُس پر عمل کریں۔ یہی بات ہمارے چاروں امامؒ ہمیں سیکھا کر گئے تھے۔

کبھی یہ نہ سوچیں کہ میں نے ایک امامؒ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔ جو بات قرآن اور سنّت کے مطابق ہے۔ اُسی پر عمل کریں۔ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔